روسی کے ۱۰۱ شاہکار

اعتماد کی مرکزی شاہراہ پہ گامزن کر دیا۔

گویا ضدّ و عناد کی وجہ سے انسانوں کے مختلف گروہوں اور طبقوں میں جو جو اختلافات پیدا ہو چکے ہوتے ہیں۔ ان کا صحیح ترین حل بتانا اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری ہے اور وہ اپنی یہ ذمہ داری اپنی کتاب کے واسطے سے ادا کیا کرتا ہے۔

اسی طرح قرآنِ حکیم نے اپنے اسی منصبِ نزول کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:۔ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۚ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۱۶/۶۳-۶۴

ہمیں اپنی ذات کی قسم کہ بیشک ہم نے اے رسولِ محترم آپ سے پہلے بیشمار اُمتوں کی جانب بھی اپنے پیغامبر بھیجے تھے۔ پھر انہیں شیطانی جذبات اور شیطنت صفت قائدین نے ان کے اعمالِ بد کو بڑا ہی حسین و جمیل بنا کر دکھایا اور اس طرح وہ ان اعمالِ بد کے مسلسل عادی بن گئے اور اس طرح انہیں ان فساد پرور اعمال سے دلی لگاؤ اور طبعی محبت ہو گئی، پس وہی شیطانی جذبات اور ابلیسی اعمال آج بھی ان اقوام و اُمم پر مسلّط ہیں اور انہیں کی وجہ سے وہ آج بھی مبتلائے عذاب ہیں اور ہم نے اے رسولِ محترم آپ پر قرآن جیسی کرامند کتاب اسی لئے تو عنایت فرمائی ہے کہ آپ تمام اقوام و ملل کو ان کے ہاں پیدا شدہ اختلافات کی حقیقت و ماہیت خوب کھول کھول کر بیان فرما دیں اور ہماری یہ کتاب تمام اقوام و ملل کے فیصلوں ہی پر مشتمل نہیں ہے بلکہ اس میں اہلِ ایمان کے لئے

Marfat.com

منزلِ مراد تک پہنچنے کی مکمل راہنمائی اور راستے میں پیدا ہونے والی تمام مشکلوں اور مزاحمتوں سے مکمل بچاؤ اور کامل حفاظت کا سامان بھی موجود ہے۔

گویا کہ قرآنِ حکیم سے قبل جتنی بھی رسالتیں آچکی تھیں اور جتنی بھی مختلف رسولوں کو ماننے والی اُمتیں تھیں اور ان کے ہاں مختلف دائروں میں جتنے بھی اختلافات نزولِ قرآن کے وقت پائے جاتے تھے، ان کے صحیح ترین حل قرآنِ حکیم میں موجود ہیں۔

بنی اسرائیل کے اختلافات کا حل

اسی لئے قرآنِ حکیم بالخصوص بنی اسرائیل (یہود و نصاریٰ) کے اختلافات کے بارے میں اپنی اس حیثیت کی وضاحت کرتے ہوئے یوں ارشاد فرماتا ہے:- اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ - وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ - اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۲۷/۷۶-۷۸

بیشک یہ قرآن بنی اسرائیل کے بہت سے اختلافی معاملات و مسائل کا حل بتا رہا ہے۔ بیشک اس میں اہلِ ایمان کے لئے کامل راہنمائی اور کامل حفاظت کا سامان موجود ہے۔ بیشک تیرا رب اپنے اس حکم کے ذریعہ اپنا فیصلہ سُنا رہا ہے اور وہ (اللہ تعالیٰ) کامل غلبہ و اقتدار اور کامل علم و حکمت کا مالک ہے۔

لمحۂ فکریہ

ماقبل بحث سے آپ نے یہ اندازہ لگا لیا ہوگا کہ قرآنِ حکیم نے کس طرح اپنے آپ کو تمام تہذیبی و تمدنی مسائل و مشکلات کا حل قرار دیا ہے اور کس طرح اس نے اپنے سے قبل کی تمام

Marfat.com

رسالتوں اور تمام اُمتوں کے ہاں پائے جانے والے اختلافات و تضادات کے لئے اپنے آپ کو حکم ، خدا کا ترجمان اور فیصلؔ قرار دیا ہے ۔ اور کس طرح قرآنِ حکیم نے اپنے آپ کو (بالخصوص یہود و نصاریٰ کے ہاں پائے جانے والے) جھگڑوں اور تنازعوں کا قاضی اور حکم قرار دیا ہے ۔

اب غور طلب بات یہ ہے کہ جو کتاب اللہ ماضی میں اُٹھنے والے ہر سوال کا جواب ، ہر مشکل کا حل اور ہر تنازع کے لئے قاضی اور حکم ہے ۔ وہ کتاب خدا کیا اب اپنے ماننے والوں کے اختلافات کا کوئی حل نہیں بتا سکتی؟ اور اس کے ماننے والوں کے ہاں فکر و نظر کی جو پیچیدگیاں پیدا ہو گئی ہیں اور عقیدہ و عمل کی جو کجیاں اور گمراہیاں جنم لے چکی ہیں، کیا انہیں یہ کتاب اللہ حل نہیں کر سکتی ؟ کیا ان مشکلات کا (کم از کم) علمی و نظری تصفیہ نہیں کر سکتی؟ حیران کن بات یہ ہے کہ جو کتاب دنیا جہاں کی مشکلات کا اپنے آپ کو حل بنلئے وہ اپنے ماننے والوں کی ، انکی مشکلوں اور گمراہیوں میں کوئی مدد نہ سکے ۔ ایسا طرزِ عمل اس بات کا اظہار ہے کہ کتاب کے ماننے والوں کے اندر سے اس پر سے یقین و اعتماد ختم ہو چکا ہے اور انہوں نے اسے مہجور بنا رکھا ہے ۔ (۱)

نفسیاتی امراض کا تریاق

جس طرح انسان طبعی و جسمانی طور پر امراض و اسقام کا شکار ہو کر اپنا اعتدال و توازن کھو بیٹھتا ہے اور اس طرح اس کے اعضاء و جوارح کے افعال و اعمال اپنے حقیقی مقام و مرتبہ سے گر جاتے ہیں، اسی طرح اخلاقی اور نفسیاتی اعتبار سے بھی انسان مریض ہو جاتا ہے، اگر وہ اخلاقی و نفسیاتی طور پر توازن و تسویہ اور اعتدال و قوام کھو بیٹھے، تو اس کا وجود انسانی معاشرہ کے لئے جسمانی و طبعی طور پر مریض انسانوں سے

★ فیصلہ کرنے والا

Marfat.com

زیادہ خطرناک ثابت ہوتا ہے۔ جس معاشرہ کے اخلاق و ایمان کی جڑیں خشک ہو جاتی ہیں، یا ایمان و اخلاق کی نبض اپنی حرکت بند کر دیتی ہے یا ایمان و اخلاق کے اعضاءِ شریفہ اور اعضاءِ رئیسہ اپنی فعالیت چھوڑ دیتے ہیں وہ معاشرہ زندہ نظر آنے کے باوجود مردہ ہوتا ہے۔ اسی طرح انسان، قرآنِ حکیم کے نزدیک نفسیاتی امراض میں بھی مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور ایسا نفسیاتی مریض تدبّر بھی کرے، تو اس کا یہ تدبّر بھی حالتِ مرض میں اور اضافہ کا سبب بن جاتا ہے۔ ارشادِ ربّانی ہے:۔

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ ۲/۱۰

ان کے دل و دماغ مریض ہیں

اور اس مریض دل و دماغ کے ساتھ جتنا بھی یہ لوگ آگے بڑھتے ہیں اتنا ہی ان کے اس مرض میں افاقہ ہونے کی بجائے اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ ارشادِ ربّانی ہے:۔

فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ ۲/۱۰

پس اللہ تعالیٰ اپنے قوانینِ مشیت کے مطابق ان کے امراض میں اضافہ کر دیتا ہے۔

ایسے مریض قلوب و اذہان کی صحت اور شفایابی کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی کتاب میں مکمل شفا ہے ——

ارشادِ ربّانی ہے:۔ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًی وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۵۷/۱۰

اے تمام انسانو! بیشک تمہاری نشو و نما کرنے والے، خدا کی جانب سے تمہارے پاس خیر خواہی و غمخواری کے سامان کے طور پر اور تمہارے دلوں اور دماغوں کے تمام بگاڑوں، فسادوں اور مرضوں کے علاج کے طور پر شفاءِ کامل آگئی۔ بیشک اس نسخۂ شفاء کو جو لوگ برتنا چاہیں

Marfat.com

گے ان کے لئے اس کتاب، خدا میں مکمل ہدایات موجود ہیں - اور اہلِ ایمان کے لئے اس میں صحتِ دل و دماغ اور اس صحت کی حفاظت و حفظان کا مکمل سامان موجود ہے۔

اِس آیتِ مبارکہ میں بعض باتیں بڑی ہی غور طلب ہیں۔

۱۔ موعظہ اور شفا کے اوصاف کے اعلان کو یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ کے حوالے سے پیش فرمایا ہے - گویا کہ اب تمام انسانوں کے امراض و اسقام کا تریاق صرف اس کتاب اللہ (القرآن) کے پاس ہے - کتاب اللہ (القرآن) کا یہی وہ دعویٰ ہے جو اسے ماقبل نزول پذیر ہونے والی تمام کتابوں سے ایک الگ مقام اور ایک امتیازی مرتبہ کا مالک بناتا ہے - یعنی اس کتاب اللہ ہی تمام انسانیت کے جملہ اخلاقی و نفسیاتی روگوں اور مرضوں کا مکمل تریاق ہے۔

۲۔ تمام نوعِ انسانی کے لئے اپنے آپ کو موعظہ و شفاء کے حوالے سے اعلان کرنے کے بعد اپنے مومنین کے لئے اپنے ہدایت و رحمت کے پہلوؤں کو اُجاگر فرمایا ہے، گویا مومن تو ہوتا ہی وہ ہے جو نفسیاتی و اخلاقی ۔ ہر طرح کے عیوب و امراض سے شفایاب ہو چکا ہو۔ گویا اخلاقی و نفسیاتی امراض —— ایمان کے ساتھ بے جوڑ ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے منافقین کو دل و دماغ کے مریض قرار دیا ہے اور ان کے بارے میں اس حقیقت کو ایک سے زائد مقامات پر بیان فرمایا ہے، ان میں سے صرف ایک۔ مقام پیشِ خدمت ہے ۱۲۳/۵ میں اہلِ ایمان کے بارے میں فرمایا ہے کہ جب انہیں احکام الٰہیہ اور فرامین شاہی سے آگاہی ہوتی ہے، تو وہ فوراً ان کی تعمیل میں مصروف ہو جاتے ہیں ۔ اگرچہ یہ احکام نہایت سخت ہی کیوں نہ ہوں اور اگرچہ انہیں اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے میدانِ قتال ہی کی طرف کیوں نہ بلایا جا رہا ہو، وہ بغیر کسی تذبذب اور نفسیاتی اضطراب کے فوراً تعمیلِ ارشاد کے لئے آگے بڑھتے ہیں -

Marfat.com

یہ بیان فرمانے کے بعد ارشاد ہوتا ہے :۔

وَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْھُمْ رِجْسًا اِلٰی رِجْسِھِمْ وَمَاتُوْا وَھُمْ کٰفِرُوْنَ ۹/۱۲۵

لیکن وہ لوگ جن کے دل و دماغ پر نفسیاتی و اخلاقی امراض کا غلبہ ہوتا ہے، جب انہیں احکامِ الٰہیہ کی تعمیل کے لئے بلاوا آتا ہے، جب میدانِ قتال میں چلنے کو کہا جاتا ہے۔ تو اُن پر اُنکی زمین پیوستگی کی عادت کی وجہ سے مُردنی چھا جاتی ہے اور انہیں اس حالت میں موت آتی ہے کہ وُہ کافر ہوتے ہیں۔

گویا کفر و نفاق، نفسیاتی و اخلاقی امراض ہیں۔ ان کا علاج اور ان کے لئے کامل شفا اگر ہے، تو صرف کتاب اللہ (القرآن) اور مومن تو صرف وہی لوگ ہوتے ہیں جو ابتدائی درجہ ہی میں اپنے آپ کو ان تمام عیوب و امراض سے پاک کر لیتے ہیں یا ان میں اپنے آپ، کو ملوّث ہی نہیں ہونے دیتے

اہلِ تقویٰ کے لئے فرقان

قرآن حکیم اپنی ہدایت کے مدارج کا خود ہی ذکر کرتا ہے، کہیں یہ ھُدًی لِّلنَّاسِ ۲/۱۸۵ یعنی پوری نوعِ انسانی کے لئے ہدایت نامہ ہونے کا اعلان کرتا ہے اور کہیں ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ۲/۲ یعنی اپنے اندر توازن و تناسب، پیدا کرنے والوں کے لئے ضابطۂ ہدایت ہے اور جب توازن و تناسب پیدا کر لیں اور پھر ان اہلِ تقویٰ میں مزید حسن و جمال پیدا کرنے کے لئے انہیں مقامِ احسان پر فائز ہونے کی راہنمائی و ہدایت عطا کرتا ہے۔ ارشادِ ربّانی ہے :۔

الٓمّٓ ۔ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ ۔ ھُدًی وَّرَحْمَۃً لِّلْمُحْسِنِیْنَ ۳۱/۱۴۲

الم۔ یہ حکمت سے بھری ہوئی کتابِ آئین کی آیات ہیں۔ یہ کتاب

Marfat.com

آئین اہلِ احسان کے لئے ضابطہ ہدایت اور سامانِ حفاظت و نشو و نما ہے۔

پھر قرآنِ حکیم اِن اہلِ ایمان و تقویٰ کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا ۸/۲۵

اے اہلِ ایمان اگر تمہارے اندر صفت تقوی راسخ ہو گئی اور متقین کے اوصاف تم میں پختہ ہو گئے تو اس کے نتیجہ میں تمہارے اندر ایک نمایاں اور ممتاز انفرادیت پیدا ہو جائے گی جس کے نتیجہ میں تمہیں ایک نور حاصل ہو گا۔

جیسا کہ ارشادِ ربّانی ہے:۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِہٖ یُؤْتِکُمْ کِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِہٖ وَیَجْعَلْ لَّکُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِہٖ ۵۷/۲۸

"اے دعویٰ ایمان کرنے والو تم صحیح معنیٰ میں متقی بن جاؤ اور اللہ کے رسولؐ پر صحیح معنیٰ میں ایمان لے آؤ، اس طرح تمہیں اللہ تعالیٰ اپنے ہاں سے دوگنے اجرِ رحمت سے نوازیں گے اور تمہارے لیے ایک ایسا نور پیدا فرما دیں گے جس کے سایوں میں تم چلو گے" پھ اس طرح تقویٰ سے جو فرقانیت اور نورانیت حاصل ہو گی، وہ اہلِ تقویٰ کی پوری زندگیوں پر محیط ہو جائے گی اور اس طرح ان کی یہ زندگیاں ان اہلِ فسق و فجور سے ہر پہلو میں نمایاں ہوں گی جن کی زندگیوں پر سیّات کا غلبہ ہوتا ہے۔

ارشادِ ربّانی ہے:۔ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَھُمْ کَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْیَاھُمْ وَمَمَاتُھُمْ سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ ۴۵/۲۱

Marfat.com

کیا وُہ لوگ جو شب و روز سیّات کا ارتکاب کرتے ہیں یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم انہیں اور ان اہلِ ایمان کو جو صلاحیّت بخش کام کرتے ہیں (یعنی جو اہلِ تقویٰ اور اہلِ ایقان ہیں ۴۵/۱۹، ۴۵/۲۰) ایک سا رہنے دیں گے۔ ان دونوں گروہوں کی زندگی اور موت ایک سی ہوگی؟ یہ سوچنا اور ایسا فیصلہ کرنا انتہائی طور پر بُرا ہے یعنی ان اہلِ ایمان کی زندگیاں غلبہ و نصرتِ خداوندی کی مظہر ہوں گی جیسا کہ اہلِ ایمان کو رحمان کا وعدہ ہے :۔

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۳/۱۳۹

اے اہلِ ایمان تم بُزدل نہ بنو، خوف نہ کھاؤ اور (یہ بات ہمیشہ یاد رکھو کہ) تمہیں بلند و برتر رہو گے اور علو و بلندی اُسوقت تک تمہیں حاصل رہے گی جب تک تمہارے اندر یہ ایمان موجود رہے گا۔

گویا کہ مومنینِ قرآن کو اسی حیاتِ دنیا میں غلبہ و اقتدارِ کامل جانا اٹل ہے اور اولیا اللہ کا اسی دُنیا میں لاحزن و لاخوف کے مقام پر فائز ہوجانا یقینی ہے۔ ارشادِ ربّانی ہے :۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ۔ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۱۰/۶۲-۶۳-۶۴

خبردار ہوجاؤ۔ باخبر و ہوشیار رہو۔ اللہ تعالیٰ کے ولیوں پر خوف مسلّط نہیں ہوا کرتا اور نہ ہی وہ مبتلائے حزن ہوا کرتے ہیں۔ یعنی وہ تمام لوگ جو اللہ پر ایمان لاکر اسکے قوانین کی نگہداشت کرتے ہیں۔ ایسے اولیاء اللہ کو اسی حیاتِ دُنیا میں بشارات ملتی ہیں اور آخرت میں بھی یہ اللہ تعالےٰ کا ایک محکم قانون اور پکا وعدہ ہے جس میں کبھی کوئی تبدیلی یا وعدہ خلافی نہیں ہوگی، لہٰذا اہلِ ایمان اور اہلِ تقویٰ پر ناکامی و نامرادی ہمیشہ کے لیے مسلّط رہے یہ اللہ تعالیٰ کے غیر متبدّل قوانین کی رُو سے ناممکن ہے۔

عقل و تدبّر

ایمان و تقویٰ کا دعویٰ بھی ہو اور پھر ذلّت و مسکنت اور کافروں کا رعب و دبدبہ ان پر مسلسل مسلّط رہے یہ دونوں باتیں انتہائی طور پر بے ربط اور بے جوڑ ہیں۔ ایسی افتاد کا ہمارے ہاں اجتماع اس لئے ہو گیا کہ ہم نے عقل و تدبّر سے کام لینا چھوڑ دیا اور جب کوئی قوم عقل سے کام لینا چھوڑ دیتی ہے تو وہ قرآن کی رو سے ناپاک ہو جاتی ہے۔ ارشادِ ربّانی ہے:۔ یَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ۱۰۰/۱۰ "اللہ تعالیٰ غلاظت و ناپاکی سر اُس قوم اور ملّت پر مسلّط کر دیتے ہیں جو عقل سے کام لینا چھوڑ دیتی ہے"۔ اسکی دوسری وجہ اللہ کی کتاب میں تدبّر کرنے کو ترک کر دینا ہے۔ حالانکہ تدبّر کرنا نزولِ قرآن کے مقاصد میں سے ایک اہم ترین مقصد ہے۔ لیکن تدبّر کرنا فی نفسہٖ بھی کیا ہے اور اس سے مقصود کیا ہے۔ یہ خود ایک الگ موضوع ہے فی الحال اتنا فہم میں رکھئے کہ تدبّر کا معنی ہے کہ کوئی چیز جن ابتدائی مراحل سے گذر کر اپنی تکمیل و انتہا تک پہنچتی ہے ان سب پر مجموعی نگاہ ڈالنا اور اس طرح اس چیز کے ارتقاء و بلوغ میں کارفرما عوامل و اسباب کو اپنی گرفت میں لانا۔ اس نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو صاف نظر آنے لگتا ہے کہ تدبّر کتنا گراں قدر کام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے اس پر بڑا زور دیا ہے اور تدبّر کے ترک و انکار کو نفاق و ارتداد کے اسباب میں شمار کیا ہے۔ دیکھئے ۴۷/۲۴-۲۵ اور اسی تدبّر فی القرآن کو اللہ تعالیٰ نے عدمِ اختلاف فی القرآن کے لئے بطور کلید و بطور راہنما اصول متعین فرمایا ہے۔ دیکھئے ۴/۸۲، اسی تدبّر کے مقام و مرتبہ کی وضاحت اور اسی کی ضرورت و اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے ۳۸/۲۹ میں قرآن اسے اپنے مقاصدِ نزول میں سے ایک بہت بڑا مقصد قرار دیتا ہے۔ ارشادِ ربّانی ہے:۔

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ ۳۸/۲۹

یہ وہ بابرکت کتاب ہے جسے (اے رسولؐ) ہم نے آپ کی طرف نازل کیا ہے اور یہ بابرکت کتاب اس لئے نازل کی گئی ہے کہ اس کے مخاطب اور اس پر ایمان لانے

والے لوگ اس کی آیات پر تدبّر کریں۔ اس آیتِ جلیلہ سے معلوم ہوا :۔

نمبر ۱ :۔ اس قرآنِ حکیم کا بابرکت کتاب ہونا بھی، سمجھ میں آئے گا۔ جب اس پر تدبّر کیا جائے گا۔

نمبر ۲ :۔ تدبّر کرنا اس کتاب کے مقاصدِ نزول میں سے ہے۔ لہذا تدبّر کا انکار، دراصل اس کے نزول کے مقاصد کا انکار ہے۔ اور اس کتاب کو بے کار اور مہمل ٹھہرانے کے مترادف۔

نمبر ۳۔ قرآنِ حکیم کی تمام آیات پر تدبّر کی دعوت دی گئی ہے۔ لہذا اس کی بعض آیات کو متشابہات (شُبہ والی) ٹھہرا کر انہیں تدبّر کی فہرست سے خارج کرنا صحیح نہیں ہے

نمبر ۴ :۔ تدبّرِ قرآن کا فریضہ ان تمام لوگوں پر ہے جن سے قرآن مخاطب ہے۔ (قرآن ہر انسان سے قیامت تک مخاطب ہے) اور بالخصوص یہ اُن لوگوں کا فرض ہے جو قرآن پر ایمان لائے ہیں۔ خواہ وہ اہلِ ایمان کسی بھی خطّۂ زمین پر، کسی بھی زمانے میں کیوں نہ رہ رہے ہوں۔ تدبّر تمام اہلِ ایمان پر رحمٰن کی جانب سے فرض ہے۔ اس میں امام و مقتدی، قرونِ اولیٰ اور قرونِ متاخرہ کا فرق و امتیاز ناروا ہے تدبّر کسی خاص گروہ کا استحقاقی اور فریضہ نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ کسی خاص دَور کے لوگوں سے مخصوص ہے۔ کتاب اللہ جب تک ہم میں ہے اس پر تدبّر ہمارا فریضہ ہے۔ اور کتاب اللہ نے خُود اپنے مقاصدِ نزول میں اسے ضروری ٹھہرایا ہے۔ لہذا ہر مُسلمان کو اپنا محاسبہ کرنا چاہیئے کہ کیا وہ اس خدائی فریضہ سے عہدہ برآ ہو رہا ہے یا نہیں۔

انذار (آگاہی و بیداری)

قرآنِ حکیم نے اپنے مقاصدِ نزول میں انذار کو بھی بڑی اہمیت دی ہے، اور

قرآن حکیم میں آنحضورؐ کی زبان سے اللہ تبارک و تعالیٰ یوں ارشاد فرماتا ہے :۔

اُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ۶/۱۹

میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے کہ میں تمہیں بھی آگاہ و بیدار کروں اور انہیں بھی بیدار کروں جن جن تک یہ قرآن پہنچے۔

معلوم ہوا کہ نزولِ قرآن کا مقصد آگاہ و خبردار کرنا ہے۔ انذار کا معنیٰ ہے خطرات و نقصانات سے آگاہ کرنا، کھڈا اور کھائیوں میں گرنے سے بچنے کی تلقین کرنا، دورانِ سفر جو راہزن بیٹھے ہوئے ہوں، ان کی راہزنی اور لوٹ کھسوٹ سے قبل از وقت خبردار کرنا، رہزن جن جن طریقوں سے خلقِ خدا کو بے راہ کرنا چاہتے ہیں کہ کارواں اُن کی چالوں میں آکر اپنی منزل کو چھوڑ کر اُن کے پیچھے چل نکلے اور اس طرح اُن کے چنگل میں پھنس کر اپنا تمام ساز و سامان اور تمام متاعِ حیات اُن کے ہاتھوں گنوا بیٹھے۔ ان سب چیزوں سے قبل از وقت خبردار کرنا انذار کہلاتا ہے۔ گویا قرآنِ حکیم اہلِ ایمان کو ایک ایسا قافلہ سمجھتا ہے جو ایک ایسی منزل کی جانب رواں دواں ہے، جس کے راستے میں انسان کا اپنا نفسِ امارہ اور اُس کی عقلِ حیلہ جُو اسے قدم قدم پر غلط راستے پر ڈالنے کے لئے گھات میں لگے رہتے ہیں۔ نفسِ امارہ خارجی ماحول و معاشرہ میں پائے جانے والے، خاندانی و عائلی، معاشرتی و سیاسی، قومی و بین الاقوامی روابط و تعلقات کو اس کے سامنے اس انداز میں پیش کرتا ہے کہ اُن کی ترغیبات و تحریصات میں پڑ کر انسان اپنی منزل کھوٹی کر بیٹھتا ہے۔ ان تمام خطرات سے آگاہی بخشنے اور راستے کی مشکلات اور رکاوٹوں کا قبل از وقت علم عطا کرنے کے لئے قرآن حکیم کا نزول ہوا ہے۔

انذارِ قرآن کا احاطہ | قرآن حکیم کا فریضہ انذار صرف عربوں کے لئے نہ تھا بلکہ ۶/۱۹ کے الفاظ وَمَنْۢ بَلَغَ (ان تمام کو بھی جن جن تک قرآن پہنچے) سے صاف واضح ہے کہ وہ عربی ہوں یا عجمی، مشرقی ہوں یا مغربی، گورے ہوں یا کالے، زرد ہوں یا نیلے، خانہ بدوش بھی ہوں

Marfat.com

جن جن تک قرآن پہنچ گیا ہے۔ اس کے لئے منذر و نذیر یہی ہے۔ اِس فریضہ انذار و ہدایت کی وضاحت کرتے ہوئے ایک اور مقام پہ قرآنِ حکیم کا ارشاد یوں ہے :-

اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرُ وَّ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۱۳/۷

بے شک اے رسولؐ محترم آپ تمام اقوامِ عالم کیلئے منذر و راہنما ہیں۔ یعنی تمام اقوامِ عالم کو، آپؐ قرآنِ حکیم کے ذریعے، انذار کرنے کے پابند تھے۔ پھر ارشاد ہوتا ہے :-

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ۴۲/۷ اے رسولؐ ہم نے آپؐ کی طرف یہ عربی قرآن اس مقصد کے لیے وحی کیا ہے کہ آپ اس (قرآن) کے ذریعہ سے ام القریٰ اور اس کے اطراف واکناف میں رہنے والوں کو بیدار کریں۔ فرائض و واجبات سے آگاہی بخشیں۔ اسی طرح ارشاد ہوتا ہے :- نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ۷۴/۳۶ یہ قرآنِ حکیم تمام عالم بشریت کے لیے نذیر و راہ نما ہے۔ گویا کہ قرآنِ حکیم کا دائرہ اِنذار کسی خاص قوم تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ پورے عالم انسانیت پر اس کا اِنذار محیط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآنِ حکیم جو اللہ کے وجود پہ برہانِ الٰہی ہے۔ جو صفات و افعالِ خداوندی کے لئے راہ نما ہے۔ انسانی زندگی کی تمام سطحوں اور جہتوں کے لئے ضابطۂ ہدایت ہے۔ اسے ابدالاباد تک محفوظ رکھنے کا اللہ تعالیٰ نے خود عہد کیا ہوا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربّانی ہے :-

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۱۵/۹

بے شک یہ ذکر (قرآنِ مجید) ہم ہی نے نازل کیا ہے۔ اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

گویا قرآنِ حکیم کو محفوظ ہی اس لئے رکھا گیا ہے تاکہ حجتِ خدا قائم رہے۔ اور کاروانِ انسانیت اس سے آگاہی و خبرداری حاصل کرتا رہے۔

هُدًى لِّلنَّاسِ

قرآنِ حکیم کا مقصدِ عظیم جملہ نوعِ انسانی کی تمام ضروریات و احتیاجات میں راہ نمائی کرنا ہے پورے عالم انسانیت

Marfat.com

کو ان قوانین اور نوامیس سے روشناس کرتا ہے۔ جن کے بغیر وحدتِ انسانیت کا قیام و اجتماع ممکن نہیں۔ اس سلسلہ میں قرآنِ حکیم کا دعویٰ یہ ہے کہ یہ هُدًى لِّلنَّاسِ ہے ۲/۱۸۵ یعنی تمام انسانیت کو بلا امتیازِ رنگ و زبان (لون و لسان) اور بلا امتیازِ مکان و زمان اسے ابتدائی منزل سے لے کر آخری منزل تک ہر طرح کی ہدایت عطا کرتا ہے۔ لہٰذا قرآنِ حکیم کی تعلیم و ہدایت کسی خاص گروہ کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ تو تمام گروہ بندیوں کو ختم کرنے کیلئے نازل ہوا ہے اور اُن میں وحدت پیدا کرنا اس کا اوّلین مقصد ہے

بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰى (۲/۱۸۵)

قرآن حکیم اپنے مقاصدِ نزول میں سے ایک مقصد نوعِ انسانی کو ہدایت دینا ٹھہراتا ہے۔ جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے اور وہ صرف ہدایت دینا ہی اپنا مقصد قرار نہیں دیتا بلکہ اس ہدایت کے ہدیت ہونے اور اس ہدیت کی نوعِ انسانی کو واقفی اثبات ضرورت ہونے کے لئے دلائل و شواہد بھی مہیا کرتا ہے اور ان دلائل کو "بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰى" کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ یعنی ہدیت کے ہدایت ہونے کے واضح دلائل اور ہدایت ہی کے حوالے سے قرآن دعویٰ کرتا ہے۔

هَدَايَتُ اَقْوَمُ

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ ۱۷/۹

یہ قرآن ان قوانین و اقدار اور نظامہائے حیات کی طرف راہ نمائی کرتا ہے۔ جو انتہائی طور پر جامع، فائق، محکم، اٹل اور نہ بدلنے والے ہیں، اور جن میں اتنی جان اور صلاحیت ہے کہ وہ کاروانِ انسانیت کے ہر ارتقائی دور اور ہر دور کے نت نئے تقاضوں کا حل اور ان کا جواب ثابت ہوں گے۔ اور ان مضبوط و مستحکم آیات و اقدار کو ان کے مقام سے ادل بدل کرنا انسانوں کے لئے ممکن نہیں ہوگا۔

ہدایت سبل السلام (سلامتی کے رستوں کی طرف راہ نمائی)

قرآن حکیم اپنا مقصد نزول اور اپنی

Marfat.com

غایتِ وجود اس امر کو بھی ٹھہراتا ہے کہ نوعِ انسانی کی ایسے ایسے راستوں کی طرف راہ نمائی کرے گا، جن پر چلنے کے نتیجے میں تمام انسانیت کو امن وسکون اور آرام وسلامتی حاصل ہو گی۔ جیسا کہ ارشادِ ربّانی ہے :-

يَهْدِي بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ ۵/۱۶ اللہ تعالےٰ اس قرآن کے ذریعے ان تمام انسانوں کو جو قوانینِ خداوندی سے ہم آہنگی اختیار کریں گے سلامتی کے راستوں کی نشاندہی اور راہ نمائی فرماتے رہیں گے۔ آخر الام سلامتی کے راستے کے یہ مالک اور قرآنی کاروان کے یہ مسافر اس دارالسلام میں جا پہنچیں گے۔ جہاں امن وسلامتی کا ابدی روح پرور نظام رائج ہوگا۔ ارشادِ ربّانی ہے :- لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۶/۱۲۷ یعنی ان کی پرورش ونگہداشت کرنے والے خدا کے ہاں سے انہیں بطورِ جزاءِ اعمال سلامتی کا گھر ملے گا۔ سلامتی کا گھر، امن وسکون کا شہر، طمانیت واطمینان کا نظام عطا کرنا اللہ تعالےٰ کا اہلِ ایمان کے ساتھ وعدہ ہے۔ قرآنِ حکیم کا مقصد انفرادی واجتماعی، قومی وبین الاقوامی دائروں میں، آغاز میں سلامتی کے راستوں کی نشاندہی کرنا ہے۔ اور جب کوئی قوم یا گروہ مل کر ان تمام راستوں پر چل پڑے تو انہیں اس امن وسلامتی کے گھر تک پہنچانا ہے

اِخراج من الظلمات الی النّور

قرآنِ حکیم اپنے سالکوں اور مسافروں کو اس امر کی بھی ضمانت دیتا ہے کہ جب وہ اس کے بتلائے ہوئے لائحہ عمل کے مطابق کام کرنا شروع کر دیں گے تو راستے میں جتنی بھی مشکلات ہوں گی، عقائد واعمال کی جتنی بھی تاریکیاں ہوں گی وہ خود بخود چھٹ جائیں گی۔ کیونکہ کتاب اللہ خود نور ہے اور نور کے سامنے تاریکی کیسے کھڑی رہ سکتی ہے۔ تاریکی تو اُس وقت تک رہتی ہے۔ جب تک نور یا روشنی سامنے نہ آئے۔ جونہی نور روشن ہو جاتا ہے تو تاریکی خود بخود کافور ہو جاتی ہے۔ تاریکی کا اپنا تو کوئی وجود نہیں ہوتا، تاریکی تو عدمِ نور کا دوسرا نام ہے۔ پس جونہی نور آ نکلتا ہے، تاریکی دُم دبا کر بھاگ جاتی ہے۔ ارشادِ ربّانی ہے

Marfat.com

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۵/۱۵

بے شک تمہارے پاس ہمارا نُور بشکل کتاب مبین آگیا ہے۔ اور

وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ ۔ ۵/۱۶

اب اللہ تعالےٰ اپنی اس کتاب کے ذریعہ لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر اپنے نُور کی طرف لا رہا ہے اور لاتا رہے گا۔ غور فرمایا تاریکیاں تو بہت ہیں۔ عقائد و اعمال کی بے راہیاں شاخیں ہیں۔ ہر شاخِ علم و عمل، بگاڑ و فساد کے کئی ایک گوشے رکھتی ہے۔ اور ہر گوشہ جہالت و جاہلیت۔ تاریکی و ظلمت کی الگ الگ نوعیت ہوتی ہے۔ ان جہالتوں اور تاریکیوں میں سے کتنی ہی کو وہ ختم کر چکا ہے، مگر کتنی ہی ایسی تاریکیاں ابھی باقی ہیں۔ جن سے ابنائے آدم کو اپنے خود ساختہ مفادات کے پیشِ نظر پیار سا ہو گیا ہے اور وہ اپنے اختیار و ارادہ کے غلط استعمال کی وجہ سے ان تاریک گوشوں تک نُورِ قرآن کو پہنچنے سے مزاحم ہو رہے ہیں۔ رکاوٹیں کھڑی کر رہے ہیں۔ مگر قرآن حکیم کا اعلان ہے:۔

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۶۱/۸

وُہ لوگ اس نورِ قرآن کو اپنے خود ساختہ مفادات کو بچانے کے لئے اپنے شکوک و شبہات کے زور سے بجھانا اور دبانا چاہتے ہیں، اس کے پھیلنے اور پھیلانے کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن ہم ان تمام شبہات اور رکاوٹوں کو ختم کر دیں گے، ان کو نسیاً منسیاً کر کے اپنے قرآن کے نُور کو پایۂ تکمیل تک پہنچا ئیں گے۔

سدا بہار درخت

قرآن حکیم اپنے مقاصد کے تعین میں اپنی صفات کے تعارف کے سلسلے میں یوں ارشاد فرماتا ہے:۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ

وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ - تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۲۵-۲۴/۱۴

اللہ اپنے اس قرآن کے کلمۂ طیّب کی مثال اس طیّب درخت سے دیتا ہے، جس کی جڑیں پاتال میں اُتری ہوئی ہوں، وہ اتنی مضبوط و مستحکم ہوں کہ کوئی طوفانِ باد و باراں انہیں اُکھاڑ نہ سکے۔ پھر اس درخت کی جڑوں کو اتنا وافر ذخیرۂ خوراک حاصل ہے کہ جس کے نتیجہ میں اس کی شاخیں سرسبز و شاداب ہیں۔ اور انتہائی بلندیوں کو چھُو رہی ہیں۔ ایسا درخت کہ جڑیں پاتال تک ہیں اور شاخیں آسمانوں تک، اور جہاں تک پھل دینے کا تعلق ہے تو وہ ہمیشہ پھل دیتا رہتا ہے۔ اس پر کوئی خزاں یا بیت جسرط کا موسم نہیں آتا۔ ہر دور میں اور ہر زمان و مکان میں اس کو پھل لگتا ہے، ہمیشہ پھل دیتے رہنے کی وجہ سے یہ سدا بہار درخت ہے اور یہ ہر زمانے کی سختی و تندی کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

اہلِ ایمان کا ثبات و استحکام قرآنِ حکیم کا دعویٰ ہے کہ وہ اپنے مومنین کو

زمین پر جما دے گا، اہلِ ایمان کو اس دُنیا میں کامیابی و کامرانی حاصل ہوگی، ابتدائی ایّام میں جو اُن میں کمزوریاں پائی جائیں گی، وہ ایک ایک کرکے اُن سے دُور کر دی جائیں گی۔ ارشادِ ربّانی ہے:- يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۱۴/۲۷ - اللہ تعالےٰ اپنے اس قائم و مستحکم قول "ثابت (قرآن) کے ذریعہ اہلِ ایمان کو اس دُنیا اور آخرت، دونوں جہانوں میں ثبات و استحکام عطا فرمائیں گے۔ اور اُن کے مخالفین کے تمام بے ٹھکانہ اعمال کو اکارت کردیں گے۔ کتاب اللہ کے اثر و نفوذ کو روکنے والی تمام مختتیں ضائع جائیں گی۔ وہ افراد یا ادارے، حکومتیں اور سلطنتیں جو اس کے پھیلاؤ اور وسعت کو روکنے کی کوششیں کریں گی، وہ خس و خاشاک کی طرح بہہ جائیں گی۔ ارشادِ ربّانی ہے:-

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۴۷/۱

Marfat.com

وہ لوگ جو کتاب اللہ کا انکار کریں گے اس خدائی راستے کے اثر و نفوذ میں رکاوٹیں کھڑی کریں گے، اللہ تعالیٰ ان کے ان مفسدانہ اعمال کو ناکام و نامراد کر دے گا۔ اس کے برعکس وہ لوگ جو اس کتاب پر ایمان لائیں گے۔ ان کے بارے میں ارشادِ ربانی ہے:۔

آمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ ۴۷/۲

وہ لوگ جو اس کتاب پر ایمان لائیں گے جو محمدؐ پر نازل ہوا ہے، جو عین حقیقت ہے اللہ تعالیٰ ان کی کمزوریوں کو دور فرما دیں گے اور ان کی انفرادی و اجتماعی زندگی کے پہلو کی اصلاح فرما دیں گے۔

قارئین محترم

ہم نے نزولِ قرآن کے چند ایک مقاصد، آپ کے سامنے لانے کی کوشش کی ہے۔ امید ہے کہ آپ نے انہیں کامل توجہ سے پڑھا ہوگا۔ ہمیں پوری توقع ہے آپ ہمیشہ ان مقاصد کو اپنے سامنے نصب العین کے طور پر رکھیں گے۔ ماقبل صفحات پر آپ نے دیکھا ہوگا کہ قرآن حکیم کا دعویٰ یہ ہے کہ یہ ہر زمان و مکان میں اپنے نتائج و ثمرات پیدا کر سکتا ہے۔ لہٰذا قرآن حکیم کے اس دعویٰ کو سچا کر دکھانا ہمارے ایمان بالقرآن کا لازمی تقاضا ہے۔ ایسا کر دکھانے سے ہمیں ایسا تمکن فی الارض حاصل ہوگا جس کے نتیجہ میں ہمارا خوف و حزن ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔ اور بقول حضرت قائد اعظم ہماری کشتی بھنور سے نکل کر منزل پر جا لگے گی۔ آپ نے اجلاس کراچی میں خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا:۔

"وہ کونسا رشتہ ہے جس سے منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسدِ واحد کی طرح ہیں وہ کونسی چٹان ہے جس پر ان کی ملت کی عمارت استوار ہے، وہ کونسا لنگر ہے جس سے اس امت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے۔ پھر اس سوال کا خود ہی جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ وہ بندھن، وہ رشتہ، وہ چٹان، وہ لنگر خدا کی کتاب عظیم (قرآن مجید) ہے مجھے یقین ہے کہ جوں جوں ہم آگے بڑھتے جائیں گے ہم میں زیادہ سے زیادہ وحدت پیدا ہوتی جائیگی ایک خدا، ایک کتاب، ایک رسول، لہٰذا ایک قوم۔ (تقاریر قائد جلد دوم صفحہ)

والسلام خدا ہمارے ساتھ ہو فانی محمد کفایت اللہ (ایم۔ اے)

Marfat.com

حکیم الاُمّت علّامہ اقبالؒ

قیامِ پاکستان کی غایت پر روشنی ڈالتے ہوئے اپنے تاریخی

خطبۂ الہ آباد میں ارشاد فرماتے ہیں

I THEREFORE DEMAND THE FORMATION OF A CONSOLIDATED MUSLIM STATE IN THE BEST INTERESTS OF INDIA AND ISLAM. FOR INDIA IT MEANS SECURITY AND PEACE RESULTING FROM AN INTERNAL BALANCE OF POWER; FOR ISLAM AN OPPOOR-—TUNITY TO RID ITSELF OF THE STAMP THAT ARABIAN IMPERIALISM WAS FORCED TO GIVE IT, TO MOBILIZE ITS LAW, ITS EDUCATION, ITS CULTURE, AND TO BRING THEM INTO CLOSER CONTACT WITH ITS OWN ORIGINAL SPIRIT AND WITH THE SPIRIT OF MODERN TIMES.

(THOUGHTS AND REFLECTIONS OF IQBAL - P. 173)

مفہوم "میں نے جس مستحکم و خود مرتکز مسلم ریاست کا تصور پیش کیا ہے یہ اسلام اور ہندوستان دونوں کے حق میں فائدہ بخش ہے۔ ہندوستان کو اس سے وہ تحفظ اور امن حاصل ہوگا جو داخلی قوت کے توازن سے پیدا ہوگا۔ اور اسلام کو بھی اس سے یہ موقعہ ملے گا کہ وہ اپنے آپکو عرب شہنشاہیت کی چھاپ سے آزاد کرسکے گا (جو بدقسمتی سے ماضی میں اس پر لگ چکی ہے) اسطرح اسلام اپنے نظامِ قانون، نظامِ تعلیم اور نظریہ تمدن و ثقافت کو حرکت میں لاسکے گا۔ اور وہ ان سب کو اپنی اصلی و حقیقی روح (روحِ قرآن سے) بھی قریب لے آئیگا اور اس طرح وہ انہیں عصرِ جدید کی روح کے بھی قریب تر کرسکیگا۔"

Marfat.com

شاہی مینار

Marfat.com